

علم کے پہاڑوں کا اعلان کہ  
پیشک ہندوستان دارالسلام ہے

# اعلام الاسلام بان ہندوستان دارالسلام

۱۳۶۵ھ

تصنیف لطیف

قدس سرور العزیز  
اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا بریلوی

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

# اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام (علم کے پہاڑوں کا اعلان کہ بیشک ہندوستان دارالاسلام ہے)

میتا ۱۰۰۰ از بدایوں محلہ برآم پورہ مرسلہ مرزا علی بیگ صاحب ۱۲۹۸ھ  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں :

- (۱) ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام ؟
- (۲) اس زمانہ کے یہود و نصاریٰ کتابی ہیں یا نہیں ؟
- (۳) روافض و غیر ہم مبتدعین کہ کفار داخل مرتدین ہیں یا نہیں ؟ جواب مفصل بدلائل عقلیہ و نقلیہ مدلل درکار ہے ،  
بیتوا تو جردوا ۔

## جواب سوال اول

ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ علمائے شمس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے مذہب پر ہندوستان دارالاسلام ہے ہرگز دارالحرب نہیں کہ دارالاسلام کے دارالحرب ہو جانے میں جو تین باتیں ہمارے امام اعظم امام الامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک درکار ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہاں احکام شرک علانیہ جاری ہوں اور شریعت اسلام کے احکام شعائر مطلقاً جاری نہ ہونے پائیں اور صاحبین کے نزدیک اسی قدر کافی ہے مگر یہ بات بحمد اللہ یہاں قطعاً موجود نہیں اہل اسلام جمعہ وعیدین و اذان و اقامت و نماز باجماعت و غیرہ اشعار شریعت بغیر مزاحمت علی الاعلان ادا کرتے ہیں ۔ فرائض ، نکاح ، رضاع ، طلاق ، عدۃ ، رجعت ، مہر ، خلع ، نفقات ، حضانت ، نسب ، ہبہ ،

وقت، وصیت، شفعہ وغیرہ، بہت معاملات مسلمین ہماری شریعت غرابیضا کی بنا پر فیصلہ ہوتے ہیں کہ ان امور میں حضرات علماء سے فتویٰ لینا اور اسی پر عمل و حکم کرنا حکام انگریزی کو بھی ضرور ہوتا ہے اگرچہ ہنود و موجس و نصاریٰ ہوں اور بحمد اللہ یہ بھی شوکت و جبروت شریعت علیہ عالیہ اسلام علیہ اعلیٰ اللہ تعالیٰ حکمہا السامیہ ہے کہ مخالفین کو بھی اپنی تسلیم اتباع پر مجبور فرماتی ہے واللہ رب العالمین، فتاویٰ عالمگیریہ میں سراج و ہاج سے نقل کیا،

اعلم ان داس الحرب تصیر دار الاسلام بشرط جان لو کہ بیشک دار الحرب ایک ہی شرط سے دار الاسلام واحد وهو اظہار حکم الاسلام فیہا۔ بن جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہاں اسلام کا حکم غالب ہو جائے۔ (ت)

پھر سراج و ہاج سے صاحب المذہب سیدنا و مولانا محمد بن الحسن قدس سرہ الاحسن کی زیادات سے کہ کتب ظاہر الروایۃ سے ہے نقل کیا،

انما تصیر دار الاسلام داس الحرب عند ابی حنیفہ  
س حمہ اللہ تعالیٰ بشروط ثلاثۃ: احدها  
اجراء احکام الکفار علی سبیل الاشتہار وان  
لا یحکم فیہا بحکم الاسلام، ثم قیاسان  
صورة المسئلة ثلاثۃ اوجه اما ان یغلب  
اهل الحرب علی دار من دورنا او اس تد  
اهل مصر غلبوا و اجروا احکام الکفر او  
نقض اهل الذمة العهد و تغلبوا علی  
داس ہم ففی کل من هذه الصور لا تصیر  
دار حرب الا بشلاثة شروط، و قال  
ابو یوسف و محمد س حمہما اللہ تعالیٰ  
بشرط واحد وهو اظہار احکام الکفر وهو القیاس  
در غرر ملا خسر میں ہے،

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دار الاسلام  
تین شرائط سے دار الحرب ہوتا ہے جن میں ایک یہ کہ وہاں  
کفار کے احکام اعلانیہ جاری کئے جائیں اور وہاں اسلام  
کا کوئی حکم نافذ نہ کیا جائے، پھر فرمایا اور مسئلہ کی صورت  
تین طرح ہے اہل حرب ہمارے علاقہ پر غلبہ پالیں یا ہمارے علاقہ کے شہری مرتد  
ہو کر وہاں غلبہ پالیں اور کفار کے احکام جاری کر دیں یا وہاں  
ذمی لوگ عدہ کو توڑ کر غلبہ حاصل کر لیں، تو ان ترم صورتوں میں  
وہ علاقہ صرف تین سرسور سے دار الحرب بنے، امام  
ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا، صرف  
ایک ہی شرط سے دار الحرب بن جائے گا  
وہ یہ کہ احکام کفر اعلانیہ غالب کر دیے جائیں۔  
یہی قیاس ہے الخ (ت)



دار الحرب تصیر دار الاسلام باجواء احکام الاسلام  
فیہا کاقامة الجمعة والاعیاد وان یبقی فیہا کافر  
اصلی ولم یتصل بدار الاسلام بیان کان بینہا و  
بین دار الاسلام مصر أخر لاهل الحرب الخ هذا  
لفظ العلامة خسر واثرة شیخی مرادة فی  
مجمع الانهر، وتبعه المولى الغزالی فی التنبیہ،  
واقربه المدقق العلائی فی الدرر، ثم الخطاوی  
والشامی اقتدیا فی المحاشین۔

### جامع الفصولین سے نقل کیا گیا،

له ان هذه البلدة صارت دار الاسلام باجواء  
احکام الاسلام فیہا فمابقی شیء من احکام  
دار الاسلام فیہا تبقی دار الاسلام علی  
ما عرف ان الحكم اذا ثبت بعلة فمابقی  
شیء من العلة یبقی الحكم  
ببقائه، هکذا ذکر شیخ الاسلام  
ابوبکر فی شرح سید الاصل  
انتهی، وعن الفصول العمادیة  
ان دار الاسلام لا یصیر دار الحرب  
اذا بقی شیء من احکام الاسلام  
وان نزل غلبة اهل الاسلام وعن  
مشور الامام ناصر الدین دار الاسلام انما

دار الحرب، اسلامی احکام جاری کرنے مثلاً جمعہ اور عیدین  
وہاں ادا کرنے پر دار الاسلام بن جاتا ہے اگرچہ وہاں  
کوئی اصلی کافر بھی موجود ہو اور اس کا دار الاسلام سے  
اتصال بھی نہ ہو یوں کہ اس کے اور دار الاسلام کے  
درمیان کوئی دوسرا حربی شہر فاصل ہو الخ، یہ علامہ خسر و  
کے الفاظ ہیں، اور مجمع الانهر میں شیخ زادہ نے اس کی  
پیروی کی ہے، اور مولیٰ غزالی نے تنبیہ میں اس کی اتباع  
کی، اور مدقق علائی نے درر میں اس کو ثابت رکھا، پھر  
خطاوی اور شامی نے اپنے اپنے حاشیہ میں اس کی اقتدا کی۔

امام صاحب کے ہاں دار الحرب کا علاقہ اسلامی احکام  
وہاں جاری کرنے سے دار الاسلام بن جاتا ہے تو جب  
تک وہاں اسلامی احکام باقی رہیں گے وہ علاقہ  
دار الاسلام رہے گا، یہ اس لئے کہ حکم جب کسی علت  
پر مبنی ہو تو جب تک علت میں سے کچھ پایا جائے تو  
اس کی بقا سے حکم بھی باقی رہتا ہے جیسا کہ معروف  
ہے۔ ابوبکر شیخ الاسلام نے اصل (مبسوط) کے  
سیر کے باب کی شرح میں یونہی ذکر فرمایا ہے، اھ،  
فصول عمادیہ سے منقول ہے کہ دار الاسلام جب تک وہاں  
احکام اسلام باقی رہیں گے تو وہ دار الحرب نہ بنے گا  
اگرچہ وہاں اہل اسلام کا غلبہ ختم ہو جائے، امام ناصر الدین  
کی مثنوی سے منقول ہے کہ دار الاسلام صرف اسلامی

لہ درغر کتاب الجہاد باب المستامن  
لہ جامع الفصولین الفصل الاول فی القضاء

احکام جاری کرنے سے بنتا ہے تو جب تک وہاں اسلام کے متعلقات باقی ہیں تو وہاں اسلام کے پہلو کو ترجیح ہوگی۔ اور برہان شرح مواہب الرحمن سے منقول ہے کوئی علاقہ اس وقت تک دارالحرب نہ بنے گا جب تک وہاں کچھ اسلامی احکام باقی ہیں کیونکہ اسلامی نشانات کو اور کلمہ اسلام کے نشانات کے احکام کو ہم ترجیح دیں گے۔ دارالاسلام کا حکم اس کے خلاف ہے۔ جہاں دارالخلافہ کی المنتفی سے منقول ہے کہ دارالحرب میں بعض اسلامی احکام کے نفاذ سے دارالاسلام بن جاتا ہے۔ (ت)

بلا اختلاف دارالحرب وہاں بعض اسلامی احکام کے نفاذ سے وہ دارالاسلام بن جاتا ہے (ت)

شیخ الاسلام اور امام السبجانی نے فرمایا: کسی بھی علاقہ میں کوئی ایک اسلامی حکم بھی باقی ہو تو اس علاقہ کو دارالاسلام کہا جائے گا، جیسا کہ عمادی وغیرہ میں ہے۔ (ت)

اصطیاط یہی ہے کہ یہ علاقہ دارالاسلام و المسلمین قرار دیا جائے، اگرچہ وہاں ظاہری طور پر شیطانوں کا

صارت دارالاسلام باجراء الاحکام فما بقیت علقۃ من علائق الاسلام یترجع جانب الاسلام وعن البرہان شرح مواہب الرحمن لا یصیر دارالحرب مادام فیہ شئ منہا بخلاف دارالاسلام لانہ مرجعنا اعلام الاسلام واحکام اعلام کلمۃ الاسلام وعن الدارالمنتفی لصاحب الدارالمختار ان دارالحرب تصیر دارالاسلام باجراء بعض احکام الاسلام۔

شرح فقیر میں ہے :

لا خلاف ان دارالحرب تصیر دارالاسلام باجراء بعض احکام الاسلام فیہا۔

اور اسی میں ہے :

وقال شیخ الاسلام والامام السبجانی ای الدار محکومة بدارالاسلام ببقاء حکم واحد فیہا کما فی العمادی وغیرہ۔

پھر اپنے بلاد اور وہاں کے فتن و فساد کی نسبت فرماتے ہیں :  
فالاحتیاط ان یجعل ہذا البلاد دارالاسلام والمسلمین وان کانت للملایعین والید فی الظاہر

لہ الفصول العادۃ

لہ البرہان شرح مواہب الرحمن

لہ الدارالمنتفی علی ہامش مجمع الانہر

لہ جامع الرموز کتاب الجہاد

لہ " " " " " " " "

دار احیاء التراث العربی بیروت

مکتبہ اسلامیہ گنبدقاہموس ایران

" " " " " " " "

۶۳۴/۱

۵۵۶/۴

۵۵۶/۴

لهمؤلاء الشياطين سبلا تجعلنا فتنه للقوم الظالمين ونجنا برحمتك من القوم الكافرين كما في المستصفى وغیرہ۔  
قبضہ ہے، اے ہمارے رب! ہمیں ظالموں کے لئے فتنہ نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہمیں کافروں سے نجات عطا فرما، جیسا کہ مستصفیٰ وغیرہ میں ہے (ت)

در غرر و تنویر الابصار و در مختار و مجمع الانہر وغیرہ میں کہ شرط اول کو صرف بلفظ اجراء احکام الشریک سے تعبیر کیا وہاں بھی یہی مقصود کہ اُس ملک میں کلیۃً احکام کفر ہی جاری ہوں نہ یہ کہ مجر و جریان بعض کفر کافی ہے اگرچہ اُن کے ساتھ بعض احکام اسلام بھی اجراء پائیں۔

فی الحاشیۃ الطحاویۃ علی الدر المختار قولہ باجراء احکام اهل الشریک ای علی الاشتہار وان لا یحکم فیہا بحکم اهل الاسلام ہندیۃ وظاہر اناہ لو اجریۃ احکام المسلمین و احکام اهل الشریک لا تكون دار حرب انتہی۔  
در مختار کے حاشیہ طحاوی میں ہے قولہ باجراء احکام اهل الشریک (اس کا قول کہ اہل شریک کے احکام کے اجراء سے دار الحرب بن جاتا ہے) سے مراد یہ ہے کہ وہاں اعلانیہ احکام شریک نافذ کئے جائیں اور اہل اسلام کا کوئی حکم بھی نافذ نہ ہو، ہندیہ میں یوں ہے کہ اس سے ظاہر ہے کہ اگر وہاں احکام شریک اور احکام اسلام دونوں نافذ ہوں تو دار الحرب نہ ہوگا۔ (ت)

اور اسی طرح حاشیہ شامیہ میں نقل تحریر فرمایا  
اقول وبالله التوفیق والدلیل علی ذلك امر اب الاول قول محمد وهو الطرانی المذهب انها تصیر دار حرب عند الامام بشرائط ثلث احدها اجراء احکام الکفار علی سبیل الاشتہار وان لا یحکم فیہا بحکم الاسلام فانظر کیف نراد الجملة الاخیوة ولم یقتصر علی الاولی فلولم یفسر کلامہم بما ذکرنا لکان کلام الامام  
اقول وبالله التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے) اس پر دلیل دو چیزیں ہیں: اول یہ کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ جو مذہب کے ترجمان ہیں ان کا یہ قول کہ وہ علاقہ امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک تین شرطوں سے دار الحرب بنتا ہے ان میں سے ایک یہ کہ وہاں کفار کے احکام اعلانیہ جاری کئے جائیں اور کوئی اسلامی حکم نافذ نہ ہو، تو غور کرو کہ انھوں نے آخری جملہ کیسے زائد فرمایا اور صرف پہلے جملہ پر اکتفا نہ فرمایا، اگر فقہاء کا کلام ہمارے ذکر کردہ بیان سے واضح نہ بھی کیا جائے تو صرف

قاضيا عليهم وناهيك به قاضيا عدلا قال ثانی  
 ان هؤلاء العلماء هم الذین قالوا  
 فی دار الحرب انها تصیر دار الاسلام  
 باجراء احکام الاسلام فیها فاما ان تقولوا  
 ههنا ایضا انها تصیر دار الاسلام باجراء  
 بعض احکام الاسلام ولومع جریات  
 بعض احکام الکفر فعلى هذا ترفع  
 المباینة بین الدارین اذ کل دار تجری  
 فیها الحکماء مع استجماع بقیة  
 شرائط الحربیة تكون دار حرب  
 و اسلام جیعا لصدق الحدیث معاً  
 و کذا لو اردت الخلوص و انت بعض  
 فی کل الموضعین یعنى ان دار الحرب  
 ما یجری فیها احکام الشریکة لخصه  
 و دار الاسلام ما یحکم فیها باحکام الاسلام  
 محضة فعلى هذا تكون دار التی  
 وصفنا هالک واسطة بین الدارین  
 و لم یقل به احد و اما ان ترید  
 التمحض فی المقام الثانی دون  
 الاول فهذا یخالف ما قصده  
 الشارح من اعلاء الاسلام  
 و بنی العلماء کثیراً من  
 الاحکام علی ان الاسلام  
 یعلو ولا یعلی علی انه  
 یلزم ان تكون دار الاسلام

امام صاحب کلام ہی فیصلہ کن ہے تجھے یہی فیصلہ کن  
 کلام کافی ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ یہی وہ علماء کرام ہیں  
 جنہوں نے دار الحرب کے متعلق فرمایا کہ وہ دار الاسلام  
 بن جاتا ہے اس میں اسلامی احکام جاری کئے جائیں  
 تو اگر یہاں بھی وہ بعض اسلامی احکام مراد ہیں جس طرح  
 کہ دار الحرب کے لئے کفار کے بعض احکام تم نے  
 مراد لئے تو جب بعض اسلامی احکام کے ساتھ کچھ احکام کفار  
 ہوں گے تو اس سے دار الحرب اور دار الاسلام کے  
 درمیان فرق ختم ہو جائے گا، کیونکہ ان دونوں میں سے  
 ہر ایک میں دونوں قسم کے حکم پائے جائیں گے اگرچہ  
 کفار کے احکام زائد ہوں تو لازم آئے گا کہ ہر ایک  
 دار الحرب اور دار الاسلام بھی ہو کیونکہ دونوں پر ہر ایک  
 کی تعریف صادق آئے گی، اگر تم یہاں یہ مراد لو کہ ہر دار  
 میں اس کے تمام احکام وہاں نافذ ہوں اور ایک دوسرے  
 کے احکام سے خالی ہوں یعنی دار الحرب وہ ہے جس میں تمام  
 احکام خالص کفر کے ہوں اور دار الاسلام وہ ہے جس میں  
 خالص اسلامی احکام ہوں، تو اس سے لازم آئے گا  
 کہ جس دار کی بحث ہو رہی ہے وہ دونوں داروں میں واسطہ  
 کہلائے گا یعنی وہ نہ دار الاسلام ہو نہ دار الحرب ہو حالانکہ  
 ایسے داری کوئی بھی قائل نہیں، اگر تم یہ مراد لو کہ ثانی یعنی  
 دار الاسلام میں، خاص اسلامی ہوں اور دوسرے یعنی  
 دار الحرب میں خالص ہر نامزدی نہیں تو اس سے شارع  
 کا مقصد اعلاء کلمہ اسلام اور اس کی ترجیح ثبوت ہو جائیگی  
 جو شارع کے مقصد کے خلاف ہے جبکہ علماء نے  
 بہت سے احکام "الاسلام یعلو ولا یعلی" (اسلام



باسرہاد و رجب علی مذہب الصاحبین  
اذا اجری فیہا شئ من احکام الکفر  
او حکم فیہا بعض ما لہ ی نزل اللہ سبحانہ  
و تعالیٰ و هو معلوم مشاہد فی  
ہذا الا صار بل من قبلہا  
بکثیر حدیث فشا التہا و من فی  
فی الشرع الشریف و تقاعد الحکام عن  
اجراء احکامہ و ترقی اہل الذمۃ  
علی خلاف مراد الشریعۃ عن ذل  
ذلیل الی عز جلیل و اعطوا مناصب  
مرفیعة و مراتب شامخۃ منیعة  
حتی استعلوا علی المسلمین  
و رحم اللہ للقاتل کما ثقل  
المولی الشامی ۛ

احبا بنا نوب الزمان کثیرۃ  
وامرئہا رفعة السفہاء  
فمتی یفیک الدھر من سکرانہ  
و اری الیہود بذلۃ الفقہاء

و کذلک امرت فی بعض الظلمۃ من حکام الجور  
بعض البدعات الی خرقہا ائمة الکفر  
فاجروہا فی بلادہم کتحلیف الشہود و  
النزام المصادرات و المکوس و وضع  
الوظائف الباطلۃ علی الاموال و النفوس الی غیر  
ذلک من الاحکام الباطلۃ و یسلم ہذا الامر الغضیم  
من اشنع الشائع الہائلۃ فوجب القول بان امراد

غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا، کے قاعدہ پر مبنی  
قرار دے رہے ہیں، علاوہ انہیں یہ بھی لازم آئے گا کہ تمام  
دارالاسلام صاحبین کے مذہب پر دارالحرب قرار  
پائیں جبکہ ان میں کچھ احکام کفر پائے جاتے ہوں یا اللہ  
تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے خلاف وہاں حکم نافذ  
پائے جاتے ہوں جیسا کہ آج کے دور میں مشاہد ہے بلکہ  
قبل انہیں بھی ایسا رہا ہے جب سے شریعت کے بارے  
میں شستی ظاہر ہوئی اور مسلمان حکام نے شرعی احکام  
کے نفاذ سے روگردانی کر رکھی ہے، اور ذمی حضرات کو  
ترقی ملی ہے کہ خلاف شرع ذلیل کی ذلت سے نکل کر بڑی  
عزت پارہے ہیں جن کو مسلمان حکمرانوں نے بلند منصب  
اور محفوظ مراتب عطا کر رکھے ہیں یہاں تک کہ وہ مسلمانوں  
پر تعالیٰ کرنے لگے ہیں، اللہ تعالیٰ ایک قائل پر رحم فرمائے  
جس کا کلام مولانا شامی نے نقل کیا ہے (شعرا ترجمہ)  
”دوستو! زمانہ کے مصائب کثیر ہیں، ان میں سے سخت ترین  
یہ ہوں کہ لوگوں کا اقتدار ہے، تو کب زمانہ کا نشہ ختم ہوگا  
جبکہ ملک یہودی بن کر فقہار کی ذلت گاہ بن چکا ہے۔“  
اور جیسا کہ بعض ظالم حکمرانوں نے کافر لیڈروں کی جاری کردہ  
کئی بدعات کو پسند کرتے ہوئے اپنے ملکوں میں جاری کر دیا مثلاً  
گواہوں سے حلف لینا، اور ٹیکس، چوٹیاں اور لوگوں کے  
اموال اور نفوس پر باطل قسم کے محصولات لاگو کر دئے،  
یہ پریشان کن برے معاملات مسلمان ملکوں میں ماننے  
پر پڑیں گے لہذا ضروری ہے کہ پہلے مقام یعنی دارالحرب  
میں خالص مکمل احکام کفر ہوں اور دوسرے یعنی  
دارالاسلام میں ایسا نہ ہو جبکہ یہی مدعی ہے، تو اس سے



فی المقام الاول هو الخلوص والتمحض  
دون الثاني وهو المقصود وبهذا تبين  
ان الدار التي تجري فيها الحكومات شئ  
من هذا وشئ من هذا كدارنا هذه  
لا تكون دار حرب على مذهب الصاجين  
ايضا لعدم تحض احكام الشرك فمن  
الظن ما عرض لبعض المعاصرين  
من بناء نفى الحربية على الهند على  
مذهب الامام فقط فتوهم انه لا يستقيم  
على مذهب الصاجين واخط الى تطويل  
الكلام بما كان في غنى عنه واشد سخافة و  
اعظم شناعة ما اعتري بعض اجلة المشاهير  
من الذين ادركنا عصوهم اذ حاولوا نفى الحربية  
عن بلاد نابناء على عدم تحقق الشرط الثاني  
اعنى الاتصال بدار الحرب ايضا فعلاوا معنى  
الاتصال ان تكون محاطة بدار الحرب من كل  
جهة ولا تكون في جانب بلدة اسلامية وهو  
غير واقع في بلاد الهند اذ جانبها الغربي متصل  
بملك الافاغنة كفشاور وكابل وغيرهما من بلاد  
دار الاسلام اقول يا لئمة تفكر في معنى الثغور  
او نظرا الى فضائل المرابطين فنامد في معنى الرباط  
او علم ان مكة والشام والطارف والارض  
حين وبني المصطلق وغيرها كانت دار حرب  
على عهد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم  
مع اتصالها بدار الاسلام قطعا وفهم

واضح ہو گیا کہ وہ دار جس میں دونوں قسم کے احکام کچھ کفر  
کے اور کچھ اسلام کے پائے جائیں جیسا کہ ہمارا یہ ملک  
ہے، صاجین کے مذہب پر بھی دار الحرب نہ ہوگا کیونکہ  
یہاں خالص محض احکام کفر نہیں ہیں تو ہمارے بعض  
معاصرین کا یہ گمان کہ ہندوستان سے دار الحرب کی  
نفی کی بنیاد صرف امام صاحب کا مذہب ہے، اس کا  
وہم ہے کہ صاجین کے مذہب پر درست نہیں ہے  
اس نے طویل کلام کیا جبکہ اس کی ضرورت نہیں  
تھی، کمزور ترین اور سب سے خطرناک موقف وہ ہے  
جو ہمارے زمانہ کے مشہور اجلہ حضرات کو لاحق ہوا ہے  
کہ انھوں نے ہمارے اس ملک سے دار الحرب کی  
نفی کی بنیاد شرط ثانی یعنی کسی دار الحرب سے اتصال کے  
نہ پائے جانے کو قرار دیا ہے اور انھوں نے اتصال کا  
معنی لیا ہے کہ چاروں طرف سے دار الحرب میں گھرا ہوا  
ہو اور کسی طرف سے دار الاسلام سے نہ ملا ہوا ہو  
چونکہ اتصال کا معنی ہندوستان میں نہیں پایا جاتا  
لہذا یہ دار الحرب نہ ہوگا کیونکہ ہندوستان غربی جانب  
سے افغانوں کے ملک پشاور اور کابل وغیرہ دار الاسلام  
سے ملا ہوا ہے اقول (میں کہتا ہوں کہ) کاش  
وہ سرحدوں کے معنی پر غور کر لیتے، یا اسلامی سرحدوں  
کی نگرانی کی فضیلت کو دیکھتے ہوئے رباط کے معنی پر  
غور کر لیتے یا یہ معلوم کر لیتے کہ مکہ، شام، طائف، حنین  
اور بنی مصطلق کے علاقے وغیرہ حضور علیہ الصلوٰۃ و  
السلام کے ایک زمانہ میں دار الحرب تھے حالانکہ ان  
سب کا دار الاسلام سے اتصال تھا، یا یہی سمجھ لیتے

ان الامام كلما فتح بلدة من بلاد الكفار  
واجرى فيها احكام الاسلام صارت  
دار الاسلام والتي تليها من البلاد تحت  
حكم الكفار دار حرب كما كانت او تقطن ان  
لوصح ما قاله لا استحالة ان يكون  
شيء من ديار الكفر دار حرب الا ان  
يفصل بينها وبين الحدود الاسلامية  
البحار والمفاوز ولم يقل به احد، وذلك لان  
كلما حكمت على بلدة بانها دار حرب سالت  
عما يحيط بها من البلاد فان كانت فيها  
من بلاد الاسلام كانت الاولى ايضا  
دار الاسلام لعدم الاتصال بالمعنى المذكور  
والا نقلنا الكلام الى ما يلاصقها حتى  
ينتهي الى بلدة من بلاد الاسلام فتصير  
كلها دار الاسلام لتلازق بعضها ببعض  
اولا تكون في تلك الجهة بلدة اسلامية الى  
منقطع الارض وبالجمل ففساد هذا القول  
اظهر من ان يخفى وانما  
منشؤه القياس الفاسد و  
ذلك ان الشرط عند الامام  
في صيرورة بلدة من  
دار الاسلام دار الحرب ان  
لا تكون محاطة بدار  
الاسلام من الجهات الاربع وذلك لان  
غلبة الكفار اذن على شرف الزوال فلا تخرج به

کہ مسلمان امام جب کفار کے کسی علاقہ کو فتح کر کے دیاں  
اسلامی احکام جاری کر دیتا تو وہ علاقہ دار الاسلام بن جاتا  
ہے جبکہ اس سے متصل باقی علاقے جو کفار کے قبضہ  
میں بدستور ابھی تک موجود ہیں وہ پہلے کی طرح دار الحرب  
ہیں، یا ان کو سمجھ آتی کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اگر صحیح ہو تو  
پھر دنیا بھر میں کوئی بھی دار کفر اس وقت تک دار الحرب  
نہ کہلائے جب تک ان میں اور دار الاسلام میں سمندر  
اور بیابانوں کا فاصلہ نہ ہو، حالانکہ کوئی بھی دار الحرب کے  
اس معنی کا قائل نہیں ہے، یہ اس لئے کہ جب آپ کسی  
ملک کو دار الحرب کہیں گے تو ہم استفسار کریں گے  
کہ اس کے ارد گرد کن ملکوں کا احاطہ ہے اگر کوئی بھی ان  
میں سے دار الاسلام ہو تو پہلا ملک (دار الحرب) بھی  
دار الاسلام قرار پائے گی کیونکہ وہ اتصال جو دار الحرب کا  
معیار ہے وہ نہ پایا گیا، ورنہ اگر ارد گرد اسلامی ملک  
نہ ہو تو پھر ہم اس سے ملنے والے دوسرے ملک کی  
بابت معلوم کریں گے حتیٰ کہ ملنے ملتے کوئی دار الاسلام  
پایا گیا تو یہ درمیان والے تمام ملک دار الاسلام  
ہو جائیں گے کیونکہ ان ملکوں کا آپس میں ایک دوسرے  
سے اتصال ہو گیا ہے، یا پھر تسلیم کیا جائے کہ اس  
جہت میں کراۃ ارض میں کوئی بھی دار الاسلام نہیں غلام  
یہ ہے کہ دار الحرب کے اس معیار والے قول کا فساد  
واضح ہے جس میں کچھ بھی خفا نہیں ہے، اس کی بنیاد  
یہ فاسد قیاس ہے کہ امام صاحب کے نزدیک کسی دار الاسلام  
کے دار الحرب بننے کے لئے یہ شرط ہے کہ چاروں طرف  
سے وہ ملک دار الاسلام میں گھرا ہوا نہ ہو کیونکہ اگر وہ

البلدة عن دار الاسلام فمن علم ان شروط الحربية  
ان تكون محاطة بدار الحرب من جميع  
الجوانب وما افسد من قياس كما لا يخفى  
عما افاد الناس .

گھرا ہوا ہو تو اس دار الحرب میں کفار کا غلبہ معرض سقوط میں  
رہے گا تو یوں وہ دار الاسلام سے خارج نہ رہے گا ،  
لہذا انھوں نے خیال کر لیا کہ کسی ملک کے حربی ہونے  
کے لئے ضروری ہے کہ وہ چاروں طرف سے حربی  
ملکوں میں گھرا ہوا ہو ، یہ قیاس نہایت ہی فاسد ہے  
جو عوام الناس کے لئے بھی مخفی نہیں ۔ (ت)

الحاصل ہندوستان کے دار الاسلام ہونے میں شک نہیں عجب ان سے جو تحلیل ربو کے لئے جس کی  
حرمت نصوص قاطعہ قرآنیہ سے ثابت اور کسی کیسی سخت وعیدیں اس پر وارد اس ملک کو دار الحرب ٹھہرائیں اور  
باوجود قدرت واستطاعت ہجرت کا خیال بھی دل میں نہ لائیں گویا یہ بلاد اسی دن کے لئے دار الحرب بنے تھے  
کہ مزے سے سود کے لطف اڑائے اور آرام تمام وطن مالوف میں بسر فرمائیے استغض الله ، افئو منون  
ببعض الكتاب وتكفرون ببعض (میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتا ہوں ، تو کیا بعض کتاب پر ایمان  
لا تے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو ۔) اللہ سبحنہ و تعالیٰ فرماتا ہے سو دکھائیے قیامت کو اسیب زدہ کی طرح  
اٹھیں گے یعنی مجھونا نہ گرتے پڑتے بدحواس

اور حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ، میں نے کچھ لوگ ملاحظہ فرمائے کہ پیٹ ان  
کے پھول کر مکانوں کے برابر ہو گئے ہیں اور مثل شیشہ کے ہیں کہ اندر کی چیز نظر آتی ہے سانپ بچوان میں بھجے  
ہیں ، میں نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں ، جبریل نے عرض کیا ، سو دکھانے والے تھے

جب تہم ربو کی آیت نازل ہوئی بعض مسلمانوں نے کہا ، جو سود ہمارے نزول آیت سے پہلے کا رہ گیا ہے وہ  
لے لیں آئندہ باز رہیں گے ، حکم آیا اگر نہیں مانتے تو اعلان کرد دو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا ہے  
سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
سود خور پر لعنت کی ہے

مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سود خور پر لعنت فرماتے  
سنا ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ، سود کے شتر ٹکڑے ہیں سب سے ہلکا یہ ہے کہ آدمی  
اپنی ماں سے زنا کرے ۔

۱۔ القرآن الکریم ۲/۸۵ ۲۔ القرآن الکریم ۲/۲۵۵ ۳۔ سنن ابن ماجہ ، باب التغلیظ فی الربا ایچ ایم سید مبینی کراچی ص ۱۶۵  
۴۔ سنن ابن ماجہ ، باب الربا ، قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۴۰ ۵۔ مشہد احمد بن حنبل دار الفکر بیروت ۱/۱۵۸  
۶۔ سنن ابن ماجہ ، باب التغلیظ فی الربا ، ایچ ایم سید مبینی کراچی ص ۱۶۵ و مشکوٰۃ المصابیح باب الربا ، مطبع مجتہدی دہلی ص ۲۴۶

اور ایک حدیث میں آیا، سود کا ایک درم دانستہ کھانا ایسا ہے جیسا چھتیس بار اپنی ماں سے زنا کرنا۔  
اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

## جواب سوال دوم

نصاری باعتبار حقیقت لغویہ از انجا کہ قیام مبدیہ مبتلزم صدق مشتق ہے بلاشبہ مشرکین ہیں کہ وہ بالقطع قائل بتثلیث و بنوت ہیں اسی طرح وہ یہود جو الوہیت و انبیت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائل تھے مگر کلام اس میں ہے کہ حق تبارک و تعالیٰ نے کتب آسمانی کا اجلال فرما کر یہود و نصاریٰ کے احکام کو احکام مشرکین سے جدا کیا اور ان کا نام اہل کتاب رکھا اور ان کے نساء و ذبائح کو حلال و مباح ٹھہرایا یا نصاریٰ زمانہ بھی کہ الوہیت عبد اللہ مسیح بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی علی الاعلان تصریح اور وہ یہود جو مثل بعض طوائف مانعہ الوہیت بنو خدا عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائل ہوں انھیں میں داخل اور اس تفرقہ کے مستحق ہیں یا ان پر شرعیہ ہی احکام مشرکین جاری ہوں گے اور ان کی نساء سے تزویج اور ذبائح کا تناول ناروا ہوگا۔ کلمات علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس بارے میں مختلف، بہت مشائخ نے قول اخیر کی طرف میل فرمایا۔ بعض علماء نے تصریح کی کہ اسی پر فتویٰ ہے، مستصفیٰ میں ہے :

قالوا هذا الحق الحل اذا لم يعتقدوا المسيح  
الها ما اذا اعتقدوه فلا وفي مبسوط شيخ الاسلام  
ويجب ان لا يأكلوا ذبائح اهل الكتاب اذا  
اعتقدوا ان المسيح الله وان عن يمينه ولا  
يتزوجوا نساءهم وقيل عليه الفتوى  
علماء نے فرمایا کہ ان کا ذبیحہ تب حلال ہوگا کہ وہ علیہ  
علیہ السلام کو الہ نہ مانتے ہوں، لیکن اگر وہ ان کو الہ مانتے  
ہوں تو پھر حلال نہ ہوگا، اور شیخ الاسلام کی مبسوط میں ہے  
کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ اس صورت  
میں نہ کھائیں جب وہ مسیح علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام  
کو الہ مانتے ہوں اور اندریں صورت ان کی عورتوں سے نکاح بھی نہ کریں، اسی پر فتویٰ لکھا گیا ہے۔ (ت)

آن علماء کا استدلال آیہ کریمہ قالت الیہود عن یزید بن اللہ وقالت النصارى المسيح ابن اللہ (یہود نے  
کہا عزیر ابن اللہ اور نصاریٰ نے کہا مسیح ابن اللہ۔ ت) سے ہے کہ اس کے آخر میں ارشاد پایا سبطنہ و  
تعالیٰ عتیا لشکرکون (وہ پاک ذات ہے اور جو انھوں نے اس کا شریک بنایا اللہ تعالیٰ اس سے بلند و بالا ہے۔ ت)  
لہ مشکوٰۃ لصایح مجتہدین دہلی ص ۲۴۶ و مستد احمد بن حنبل دار الفکر بیروت ۲۲۵/۵ والترغیب والترہیب، مصر ۴/۳  
۲ فتح القدیر بحوالہ المستصفیٰ کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۳۵/۳



دیکھو اول ان کے اقوال خبیثہ یا دفرما کر آخر ان کے شرک سے اپنی زناہست و تنہری بیان قرمانی تو معلوم ہوا کہ قائلین ہنوت  
مشرکین ہیں مگر ظاہر الروایۃ میں ان پر علی الاطلاق حکم کتابیت دیا اور ان کے ذبايح و نساہ کو حلال ٹھہرایا، درمختار  
میں ہے،

صحہ نکاح کتابیۃ وان کثر تنزیہا مؤمنۃ بنبی  
مرسل مقرة بکتاب منزل وان اعتقدوا  
المسیح الہا وکذا حل ذبیحتہم علی المذہب  
بحر انتہی۔  
کتابہ عورت سے نکاح صحیح ہے اگرچہ مکروہ تنزیہی ہے  
بشرطیکہ وہ عورت کسی مرسل نبی پر ایمان رکھتی ہو اور کسی  
منزل من اللہ کتاب کا اقرار کرتی ہو اگرچہ عمومی طور پر وہ نصاریٰ  
عیسیٰ علیہ السلام کو الہ مانتے ہوں یونہی ان کا ذبیحہ بھی  
مذہب میں حلال ہے، بحر، ۱۷۰ - (ت)

رد المحتار میں بحر الرائق سے منقول ہے،

وحاصلہ ان المذہب الاطلاق لسا ذکرہ  
شمس الائمة فی المبسوط من ان ذبیحة النصرانی  
حلال مطلقاً سواء قال بثالث ثلثة او لا لاطلاق  
الکتاب هنا وهو الدلیل ورجحہ فی فتح  
القدير الخ۔  
حاصل یہ ہے کہ مذہب میں اطلاق ہے کیونکہ شمس الائمہ  
سرخسی نے مبسوط میں یہ ذکر کیا ہے کہ نصرانی کا ذبیحہ مطلقاً  
حلال ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ثالث ثلثة کا  
قول کریں یا نہ کریں کیونکہ کتاب اللہ کا یہاں اطلاق ہے  
اور یہی دلیل ہے، اس کو فتح القدير میں ترجیح دی ہے الخ (ت)  
مستصفیٰ میں عبارت مذکورہ کے بعد مبسوط سے ہے،

لکن بالنظر الی الدلائل ینبغی ان یجوز الاکل  
والتزویج انتہی۔  
لیکن دلائل کو دیکھتے ہوئے یہی مناسب قول ہے کہ  
ان کا ذبیحہ کھانا اور ان کی عورتوں سے نکاح جائز ہے  
انتہی - (ت)

فتاویٰ حامد میں ہے،

مقتضی الکلاثل الجواز کما ذکرہ المقر تاشی  
فی فتاواہ الخ۔  
دلائل کا مقتضی یہی ہے کہ جائز ہے جیسا کہ اسے قر تاشی  
نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے الخ (ت)

۱۸۹/۱	مطبع مجتہانی دہلی	فصل فی المحرمات	کتاب النکاح	لے درمختار
۲۸۹/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	۱۱۱	۱۱۱	۱۱۱
۱۳۵/۳	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر	فصل فی بیان المحرمات	کتاب النکاح	۱۱۱
۲۳۲/۲	ارگ بازار قندھار افغانستان	کتاب الذبايح	کتاب الذبايح	۱۱۱

ردالمحتار میں ہے :

في المعراج ان اشتراط ما ذكر في النصاصري  
مخالف لعامة الروايات

امام محقق علی الاطلاق مولانا کمال الملک والدین محمد بن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فتح القدیر میں اس مذہب کی ترجیح اور دلیل مذکور مذہب اول کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں :

مطلق لفظ المشرك اذا ذكر في لسان الشارع لا ينصرف  
الى اهل الكتاب وان صح لغة في طائفة بل طوائف  
واطلاق لفظ الفعل اعني يشركون على فعلهم  
كما ان من رأى بعملة من المسلمين فلم يعمل  
الا لاجل نريد يصح في حقه انه مشرك لغة  
ولا يتبادر عند اطلاق الشارع لفظ المشرك  
امرادته لما عهد من امادته به من عبء مع  
الله غيره ممن لا يدعى اتباع نبي وكتاب ولذا لست  
عطفهم عليه في قوله تعالى لم يكن الذين  
كفروا من اهل الكتاب والمشركين منفكين  
ونص على حلهم بقوله تعالى والمحصنت من  
الذين اتوا الكتاب من قبلكم اي العفائف  
منهن الى اخر ما طال واطاب كما هو دأبه  
رحمه الله تعالى.

عورتوں کے حلال ہونے پر صراحۃً نفی فرمائی گئی ہے یعنی اہل کتاب کی عیفت عورتیں حلال ہیں، ابن ہمام کے طویل اور طیب قول کے آخر تک، جیسا کہ ان کی عادت ہے، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے۔ (ت)

بالجملہ محققین کے نزدیک رائج یہی ہے کہ یہود و نصاریٰ مطلقاً اہل کتاب میں اور ان پر احکام مشرکین جاری نہیں

ردالمحتار کتاب الذبائح دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۸۸/۵  
فتح القدیر کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نورید رضویہ سکھر ۱۳۵/۲

اقول وكيف لا وقد علم الله سبحانه وتعالى  
انهم يقولون بثالث ثلثة حتى نهاهم  
عن ذلك وقال انتهوا خيرا لكم  
وان هم يقولون ان المسيح اله حتى  
قال لقد كفر الذين قالوا ان الله  
هو المسيح ابن مريم بل بالوهية امه  
ايضا حتى يسأله عليه الصلوة والسلام  
يوم القيمة يعيسى ءانت قلت للناس  
اتخذوني وامي الهين من دون الله و  
انهم مصرحون بالبنوة حتى نقل  
عنهم قالت اليهود عن ابن الله وقالت  
النصارى المسيح ابن الله ومع  
ذلك فرق بينهم وبين المشركين فقال  
والمحصنت من الذين اتوا الكتاب  
من قبلكم وقال طعام الذين اتوا  
الكتاب حل لكم وقال لم يكن الذين  
كفروا من اهل الكتاب و  
المشركين منفيين حتى تاتيهم  
البيضة فارشد بالعطف الى  
التغاير فالمولى سبحانه وتعالى

اقول (میں کہتا ہوں) یہ کیسے مراد نہ ہو جبکہ اللہ تعالیٰ علیم  
ہے کہ نصاریٰ ثالث ثلثہ کہتے ہیں حتیٰ کہ ان کو اس سے منع  
بھی فرمایا اور فرمایا اس سے باز آؤ تمہارے لئے بہتر  
ہے اور وہ علیم ہے کہ نصاریٰ کہتے ہیں مسیح الہ ہے حتیٰ کہ  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا لقد كفر الذين قالوا ان الله هو  
المسيح ابن مريم، بلکہ وہ ان کی والدہ کو بھی الہ کہتے  
ہیں حتیٰ کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے  
سوال فرمائے گا یا عیسیٰ انت قلت للناس  
اتخذوني وامي الهين من دون الله، اور وہ علیم ہے  
کہ یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے بیٹا ہونے کی تصریح کرتے  
ہیں حتیٰ کہ ان سے نقل فرمایا قالت اليهود عن ابن الله  
وقالت النصارى المسيح ابن الله، اس کے باوجود  
اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب اور مشرکین میں فرق بیان  
فرمایا، اور ارشاد فرمایا: تمہارے حلال ہیں پارساترین ان میں  
جی کو تم سے پہلے کتاب ملی، اور فرمایا جن کو کتاب دی گئی  
(اہل کتاب) ان کا طعام تمہارے لئے حلال ہے جس کو  
لوگ فرمایا، طعام الذين اتوا الكتاب حل لكم،  
اور فرمایا، لم يكن الذين كفروا من اهل الكتاب  
والمشركين منفيين حتى تاتيهم البيضة، واضح  
دلیل آنے تک کافر لوگوں میں سے اہل کتاب اور مشرک

۱۴۱/۵ القرآن الکریم

۳۰/۹ " " "

۵/۵ " " "

۱۴۱/۴ القرآن الکریم

۱۱۲/۵ " " "

۵/۵ " " "

۱/۹۸ " " "

جدا نہ ہوں گے، تو اس آیت کریمہ میں دونوں میں مطاعت کے ذریعہ تغایر کی رہنمائی فرمائی، تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کے مذاہب کو بہتر جانتا ہے اور احکام کی مشروعیت کو بہتر جانتا ہے، تو حکم اسی کا ہے اور بلند و بالا حجت اسی کی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس کو انھوں نے شریک بنایا اللہ تعالیٰ اس سے بلند و بالا ہے اور بعض مشائخ نے اسی پر ترقی کرتے ہوئے صابی عورتوں سے نکاح کو بھی جائز قرار دیا بشرطیکہ وہ کسی دین کی آسمانی کتاب اور کسی نبی پر ایمان رکھتی ہوں اگرچہ وہ ستاروں کی پجاری ہوں اور انھوں نے یہ تصریح کی ہے کہ ستاروں کی پوجا ان کو کتا بہ ہونے سے خارج نہیں کرتی، یہ وہ نظریہ ہے جو امام محقق تبرہان الملت و القیون مرغینانی کی کتاب ہدایہ کے ظاہر کلام سے ملتا ہے، جہاں انھوں نے نکاح کے عدم جواز کو دو چیزوں پر مرتب کیا ایک ستاروں کی پوجا اور دوسری کتاب کا نہ ہونا، اور اس کی علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ غزالی نے تنویر میں اتباع کرتے ہوئے فرمایا کہ ستاروں کی پوجا نہ کرتی ہو اور اس کی کتاب بھی نہ ہو۔ تو اس عبارت کے مفہوم مخالفت سے یہ اشارہ دیا کہ اگر اس کی کتاب ہو تو نکاح جائز ہے اگرچہ وہ ستاروں کی پوجا کرتی ہو۔ اگر میرا اعتراض ہو کہ اس مسئلہ میں مولانا زین بن نجیم نے کیا گفتگو کرتے ہوئے یہ نہیں فرمایا کہ صحیح بات یہ ہے

اعلم بهذا هبهم واعلم بما يشرع من الاحكام فله الحكم وله الحجة السامية لا اله الا هو سبحانه وتعالى عما يشركون حتى ترقى بعض المشائخ فجوز نكاح الصابيات ايضا انكن يبدن بكتاب منزل ويؤمن بنبي مرسل وان عبد الكواكب وصرح انها لا تخرجهم عن الكتابة وهو الذي يعطيه ظاهر كلامه الاصنام المحقق برهان السلة والدين المرغيناني في الهداية حيث مراتب عدم حل النكاح على امرين عبادة الكواكب وعدم الكتاب وتبعه العلامة ابو عبد الله محمد بن عبد الله الغزالي في التنوير فقال لا عبادة كوكب لا كتاب لها فاشاد بمفهوم المخالفة الى انها انت كات لها كتاب حل نكاحها مع عبادتها الكواكب فان قلت اليس قد تكلم فيه المولى نريت بن نجيم في البحر فقال الصحيح انهم ان كانوا يعبدونها يعنى



الکواکب حقيقة فليسوا اهل الكتاب و  
ان كانوا يعظمونها كتعظيم المسلمين  
للكعبة فهم اهل الكتاب كذا في  
المجتبى انتهى فيستفاد منه ان الصحيح  
مباينة الكتابية لعبادة غير الله سبحانه  
وتعالى فلا يجتمعان ابدا وچر يتجه مامال  
اليه كثير من المشائخ في حق اولئك  
اليهود والنصارى انهم مشركون  
حقا حتى قيل ان عليه الفتوى  
قلت وبالله التوفيق ههنا فرق دقيق  
هو ان قضية العقل هي المباينة  
القطعية بين الكتابية وعبادة غير الله  
سبحانه وتعالى فانها هي الشرك حقا  
والكتابي غير مشرك عند الشرع فكل  
من راى ايناه يعبد غير الحق جل وعلا  
حكما عليه انه مشرك قطعاً وان كان  
يقرب بكتب وانبيا عليهم الصلوة و  
السلام ولكننا خالفنا هذه القضية  
في اليهود والنصارى بحكم النص فاننا وجدنا  
القرآن العظيم يحكي عنهم ما يحكي  
من العقائد الخبيثة ثم يحكم عليهم بان هم  
اهل الكتاب ويميزهم عن المشركين فوجب  
التسليم لورود النص بخلاف الصابئة اذ

کہ اگر یہ لوگ حقیقتہً ستاروں کی عبادت کرتے ہوں تو  
یہ اہل کتاب نہ ہوں گے اور اگر وہ صرف ستاروں کی  
تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ مسلمان کعبہ کی تعظیم کرتے ہیں  
تو پھر یہ اہل کتاب ہیں، مجھے میں یونہی ہے اور، تو  
اس بیان کا مفاد یہ ہے کہ کتابیہ اور غیر اللہ کی عبادت  
والی، ایک دوسرے سے الگ ہیں دونوں کا اجتماع  
نہیں ہو سکتا تو اب اس سے بہت سے مشائخ کا  
ان یہود و نصاری کے متعلق یہ نظریہ قابل توجہ  
قرار پایا کہ یہ لوگ حقیقی مشرک ہیں حتی کہ بعض نے اسی  
پر فتویٰ کا قول کیا ہے۔ قلت (میں کہتا ہوں) اللہ  
تعالیٰ کی توفیق سے، کہ یہاں ایک باریک فرق ہے وہ  
یہ کہ عقل کا تقاضا یہی ہے کہ کتابیہ اور غیر اللہ کی عبادت  
کرنے والی عورت ایک دوسرے سے قطعاً جدا ہیں،  
کیونکہ غیر اللہ کی عبادت قطعاً شرک ہے جبکہ بشریاً  
کتابیہ غیر مشرک ہے لہذا جس کو بھی غیر اللہ کی عبادت  
کرنے والا پائیں گے ہم اس کو قطعاً مشرک کہیں گے اگرچہ  
وہ کتب اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اقرار کرے  
لیکن ہم نے اس عقلی کلیہ کا خلاف یہود و نصاریٰ میں نص  
کے حکم پر مانا ہے کہ ہم نے قرآن کو ان کے عقائد خبیثہ  
کی حکایت کرنے کے باوجود یہ حکم کرتے ہوئے پایا کہ  
یہ اہل کتاب ہیں، اور یہ کہ قرآن ان میں اور مشرکین میں  
امتیاز بھی کرتا ہے لہذا نص کے وارد ہونے پر اس کو  
تسلیم کرنا واجب ہے بخلاف صابیہ عورت کے کہ اس کے

لَمْ يَدِينَهُمْ مِثْلَ ذَلِكَ فَلَمْ يَجْزِ قِيَاسُهُمْ  
عَلَى هَؤُلَاءِ وَلَا الْخُرُوجُ عَنْ قَضِيَّةِ الْعَقْلِ  
فِي بَابِهِمْ وَالْحَاصِلُ أَنَّ كِتَابِيَةَ الْقَائِلِينَ  
بِالنَّبُوتِ وَالْوَهْيَةِ الْغَيْرِ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى  
وَأَسْرَدَةُ فِيمَا أَحْسَبَ عَلَى خِلَافِ الْقِيَاسِ فَيَقْصُرُ  
عَلَى الْمَوْرَدِ كَوَيْهَذَا تَبِينَ أَنَّ مَا قَالَهُ  
ذَلِكَ الْبَعْضُ مِنَ الْمَشَايِخِ أَنَّ عِبَادَةَ  
الْكَوَاكِبِ لَا تَخْرُجُ الصَّابِثَةَ عَنْ الْكِتَابِيَّةِ  
قَوْلِ مَهْجُورٍ وَأَنَّ كَلَامَ الْهَدْيَةِ وَالتَّنْوِيرِ  
غَيْرِ مَحْمُولٍ عَلَى ظَاهِرَةٍ وَأَنَّ الْحَقَّ مَعَ  
الْعَلَامَةِ صَاحِبِ الْبَحْرِ فِي تَصْحِيحِهِ  
أَشْرَكَهُمْ أَنَّ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْكَوَاكِبَ  
وَأَنَّهُ لَا تَنَافٍ فِي بَيْنِ تَصْحِيحِهِ هَذَا وَ  
قَوْلِهِ سَابِقًا فِي أُولَئِكَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى  
أَنَّ الْمَذْهَبَ الْإِطْلَاقِيَّ وَأَنَّ قَالُوا  
بِالثَّلَاثَةِ وَبِهِ ظَهَرَ أَنَّ انْتِصَارَ  
الْعَلَامَةِ عَمْرٍاءَ نَجِيمٍ فِي النُّهْرِ  
وَالْمَوْلَى مُحَمَّدٍ بِنِ عَابِدِينَ فِي  
رَدِّ الْمُحْتَارِ لِذَلِكَ الْبَعْضُ مِنَ الْمَشَايِخِ  
بِأَنَّ مَا مَرَّ مِنْ حُلِّ النَّصْرَانِيَّةِ وَ  
أَنَّ اعْتَقَدَتِ الْمَسِيحُ الْهَائِي يُؤِيدُ  
قَوْلَ بَعْضِ الْمَشَايِخِ أَنَّهُ انْتَهَى مَبْنًى  
عَلَى الذَّهْوِ عَنْ هَذَا الْفَرْقِ  
فَاسْتَمْتَحَرِيرِ هَذَا الْمَقَامِ فَقَدْ زَلَّتْ فِيهِ أَقْدَامُ  
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلِي الْأَنْعَامِ -

مُتَعَلِّقِ اِیسی کوئی نص نہیں ہے اس لئے صابی لوگوں  
کو ان یہود و نصاری پر قیاس نہیں کیا جاسکتا اور  
نہ ہی ان کے بارے میں عقلی کلیہ کو ترک کیا جائے گا،  
خلاصہ یہ کہ یہود و نصاری کتابی لوگ جو نبوت کے قائل  
ہونے کے باوجود غیر اللہ کی الوہیت کے قائل ہیں کو  
اہل کتاب ماننا میرے خیال میں خلاف قیاس ہے لہذا  
یہ حکم اپنے مورد میں ہی محفوظ رہے گا جس پر کسی اور کو  
قیاس نہیں کیا جاسکتا، اس سے ان بعض مشائخ کا  
یہ نظریہ کہ ستاروں کی پوجا صابیہ عورت کو کتابیہ سے  
جدا نہیں کرتی، واضح طور پر رمتروک قرار پاتا ہے اور  
یہ بھی واضح ہو گیا کہ ہدایہ اور تنویر کا کلام ظاہری معنی  
پر محمول نہیں ہے اور صاحب بحر کا کلام حق ہے کہ صابی  
لوگ اگر ستاریوں کی پوجا کرتے ہیں تو وہ مشرک ہیں جس  
کی انھوں نے تصحیح کی ہے، اس سے یہ بھی واضح ہوا  
کہ بحر کی اس تصحیح اور اس کے پہلے قول کہ یہود و نصاری  
کا اہل کتاب ہونا علی الاطلاق مذہب ہے اگرچہ  
وہ ثالث ثلثہ کے قائل ہیں لیکن یہ تصحیح نہیں ہے اور اسی یہ بات  
بھی واضح ہو گئی کہ علامہ عمر ابن نجیم کا تہر میں اور علامہ  
محمد بن عابدین کا رد المحتار میں مذکور بیان کہ نصرانی عورت  
اگرچہ مسیح علیہ السلام کو الہ ہونے کا عقیدہ رکھے تب  
بھی اس سے نکاح حلال ہے کون بعض مشائخ کی  
تائید ماننا اس فرق سے ذہول پر مبنی ہے، اس تحریر کو  
غنیمت سمجھو، کیونکہ اس میں بہت سے قدم پھسلے ہیں،  
نعمتوں کے مالک اللہ تعالیٰ کے لئے ہی حمد  
ہے۔ (ت)

مرتا ہم جبکہ علماء کا اختلاف ہے اور اُس قول پر فتویٰ بھی منقول ہو چکا تو احتیاط اسی میں ہے کہ نصاریٰ کی نساء و ذہاب سے احتراز کرے، اور آج کل بعض یہود بھی ایسے پائے جاتے ہوں جو عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ابنیت مانیں تو اُن کے زن و زوجہ سے بھی بچنا لازم جانیں کہ ایسی جگہ اختلاف ائمہ میں پڑنا محتاط آدمی کا کام نہیں، اگر فی الواقع یہ یہود و نصاریٰ عند اللہ کتابی ہی ہوئے تاہم اُن کی عورتوں سے نکاح اور اُن کے ذبیحہ کے تناول میں ہمارے لئے کوئی نفع نہیں، نہ شرعاً ہم پر لازم کیا گیا، نہ بھلا اللہ ہمیں اس کی ضرورت بلکہ بر تقدیر کتابیت بھی علماء تصریح فرماتے ہیں کہ بے ضرورت احتراز چاہئے،

فی الفتح القدیر یجوز تزوج الکتابیات و فتح القدیر میں ہے کتابیات سے نکاح جائز ہے، اور  
الاولیٰ ان لا یفعل ولا یتکلم ذبیحہم الا للضرورة الا  
اولیٰ یہ ہے کہ نہ کیا جائے اور نہ ہی ان کا ذبیحہ بغیر ضرورت  
کھایا جائے (ت)

اور اگر انھیں علماء کا مذہب تھی ہوا اور یہ لوگ بوجہ اپنے اعتقادوں کے عند اللہ مشرک ٹھہرے تو پھر زنا کے محض ہو گا اور ذبیحہ حرام مطلق والیاء ذہاب اللہ تعالیٰ، تو عاقل کا کام نہیں کہ ایسا فعل اختیار کرے جس کی ایک جانب نامموردی اور دوسری جانب حرام قطعی، فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ ایسا ہی گمان کرتا تھا یہاں تک کہ بتوفیق الہی مجمع الانہر میں اسی مضمون کی تصریح دیکھی،

حيث قال فعلى هذا يلزم على الحكماء في ديارنا  
ان ينعوهم من الذبحة لان النصارى في  
نمايانا يصوحون بالابنية قبحهم الله تعالى  
وعدم الضرورة متحقق والاحتياط واجب  
لان في حل ذبيحتهم اختلاف العلماء كما  
بيناه فلاخذ بجانب الحرمة اولى عند عدم  
الضرورة انتهى والله سبحانه وتعالى اعلم۔  
جہاں انھوں نے فرمایا کہ اس بنا پر ہمارے ملک کے  
حکام پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کو نصاریٰ کے ذبیحہ سے  
منع کریں کیونکہ ہمارے زمانہ کے نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام  
کے ابن اللہ ہونے کی تصریح کرتے ہیں، جبکہ ضرورت  
بھی متحقق نہیں ہے تو احتیاط واجب ہے کیونکہ ان کے  
ذبیحہ میں علماء کا اختلاف ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے  
تو حرمت والی جانب اپنانا بہتر ہے جبکہ ضرورت  
نہیں ہے اللہ، واللہ سبحانه وتعالى اعلم (ت)

## جواب سوال سوم

فی الواقع جو بدعتی ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہو باجماع مسلمین یقیناً قطعاً کافر ہے اگرچہ کروڑ بار کلمہ پڑھے، پیشانی اُس کی سجدے میں ایک ورق ہو جائے، بدن اُس کا روزوں میں ایک خاکہ رہ جائے، عمر میں ہزار حج کرے، لاکھ پہاڑ سونے کے راہِ خدا پر دے، واللہ ہرگز ہرگز کچھ مقبول نہیں جب تک حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُن تمام ضروری باتوں میں جو وہ اپنے رب کے پاس سے لائے تصدیق نہ کرے، ضروریات اسلام اگر مثلاً ہزار ہیں تو اُن میں سے ایک کا بھی انکار ایسا ہے جیسا نو سونو لاکھ کا، آج کل جس طرح بعض بد دینوں نے یہ روش نکالی ہے کہ بات بات پر کفر و شرک کا اطلاق کرتے ہیں اور مسلمان کو دائرۃ اسلام سے خارج کہتے ہوئے مطلق نہیں ڈرتے حالانکہ مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ و الثناء ارشاد فرماتے ہیں: فقد باء به احدھما (ان دونوں میں سے ایک نے یہ حکم اپنے اوپر لا لیا۔ ت)۔ یہی بعض مد اہنوں پر یہ بلا ٹوٹی ہے کہ ایک دشمن خدا سے صریح کلمات تو ہیں آقاؐ عالمیان حضور پر نور سید المرسلین اکرام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا اور ضروریات دین کا انکار کئے جاتے ہیں اور اُسے سچا یا کمال مسلمان بلکہ اُن میں کسی کو افضل العلماء کسی کو امام الاولیاء مانتے جاتے ہیں یہ نہیں جانتے یا جانتے ہیں اور نہیں مانتے کہ اگر ان کا ضرورت بھی کفر نہیں، تو عزیزو! بُت پرستی میں کیا زہر گھل گیا ہے، وہ بھی آخر اسی لئے کفر ٹھہری کہ اول ضروریات دین یعنی توحید الہی جل و علا کے خلاف ہے، کہتے ہیں وہ کلمہ گو ہے نماز پڑھتا ہے روزے رکھتا ہے ایسے ایسے مجاہدے کرتا ہے ہم کو نہ اسے کافر کہیں اُن لوگوں کے سامنے اگر کوئی کلمہ پڑھے افعال اسلام ادا کرے یا اینہم دو خدا مانے شاید جب بھی کافر نہ کہیں گے مگر اس قدر نہیں جانتے کہ اعمال تو تابع ایمان ہیں پہلے ایمان تو ثابت کر لو تو اعمال سے احتجاج کرو۔ ابلیس کے برابر توبہ مجاہدے کا ہے کہ ہوئے پھر اس کے کیا کام آئے جو اُن کے کام آئیں گے، آخر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قوم کی کثرتِ اعمال اس درجہ بیان فرمائی کہ:

تَحْقِرُونَ صَلَواتِکُمْ مَعَ صَلَواتِہُمْ وَصِیائِکُمْ مَعَ صِیائِہُمْ اَوْ کَمَا قَالَ صَلَی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

۱۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب من اکرافاہ بغیر تاویل الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۰۱/۲  
صحیح مسلم کتاب الایمان " " " ۵۴/۱  
۲۔ صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب من رآیا بقراۃ القرآن الخ " " " ۵۶/۲



پھر ان کے دین کا بیان فرمایا کہ :

يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ۚ  
دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔ (ت)

رہی کلمہ گوئی تو مجرد زبان سے کہنا ایمان کے لئے کافی نہیں، منافقین تو خوب زور و شور سے کلمہ پڑھتے ہیں حالانکہ ان کے لئے **فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ** (جہنم کی نچلی تہ میں) (ت) کا فرمان ہے والعیاذ باللہ۔

الحاصل ایمان تصدیقی قلبی کا نام ہے اور وہ بعد انکار ضروریات کہاں، مثلاً :

(۱) جو رافضی اس قرآن مجید کو جو بفضل الہی ہمارے ہاتھوں میں موجود ہمارے دلوں میں محفوظ ہے، عیاذ باللہ بیاض عثمانی بتائے اُس کے ایک حرف یا ایک نقطہ کی نسبت صحابہ یا اہلسنت یا کسی شخص کے گھٹانے یا بڑھانے کا دعویٰ کرے۔

(۲) یا احتمال کے شاید ایسا ہوا ہو۔

(۳) یا کہے مولیٰ علی یا باقی ائمہ یا کوئی غیر نبی انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہیں۔

(۴) یا مسئلہ خبیثہ ملعونہ بدل کا قائل ہو یعنی کہے باری تعالیٰ کبھی ایک حکم سے لشیان ہو کر اُسے بدل دیتا ہے۔

(۵) یا کہے ایک وقت تک مصیحت پر اطلاع نہ تھی جب اُسے اطلاع ہوئی حکم بدل دیا تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً۔

(۶) یا دامن عفت مآمن طیب اطیب اعطر اطہر کنیزان بارگاہ طہارت پناہ حضرت ام المؤمنین صدیقہ بنت الصدیق صلی اللہ تعالیٰ علیٰ زوجہما الکریم وایہا وعلیہا وبارک وسلم کے بارے میں اُس افک مبغوض مغضوب ملعون کے ساتھ اپنی ناپاک زبان آلودہ کرے۔

(۷) یا کہے احکام شریعت حضرات ائمہ طاہرین کو سپرد تھے جو چاہتے رہ نکالتے جو چاہتے بدل ڈالتے۔

(۸) یا کہے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ائمہ طاہرین پر وحی شریعت آتی رہی۔

(۹) یا کہے ائمہ میں سے کوئی شخص حضور پر نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہم پلہ تھا۔

(۱۰) یا کہے حضرات کریمین امین شہیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہیں کہ ان کی کسی ماں حضور کی والدہ کب تھیں اور اُن کے سے باپ حضور کے والد کہاں تھے اور اُن کے سے

نانا حضور کے نانا کب تھے۔

(۱۱) یا کہے حضرت جناب شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے نوح کی کشتی بچائی، ابراہیم پر آگ بجھائی، یوسف کو بادشاہی دی، سلیمان کو عالم پناہی دی علیہم الصلوٰۃ والسلام جمعین۔

(۱۲) یا کہے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی وقت کسی جگہ حکم الہی کی تبلیغ میں معاذ اللہ تہقیر فرمایا یا انی غیر ذلک من الاقوال الخبیثۃ۔

(۱) یا جو نجدی و بابی حضور پر نور سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کوئی مثل آسمان میں یا زمین و پلعات بالا میں یا زیرین میں موجود مانے یا کہے کبھی تمہارا کبھی ہوگا یا شاید ہو یا ہے تو نہیں مگر ہو جائے تو کچھ حرج بھی نہیں۔

(۲) یا حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار کرے۔

(۳) یا کہے آج تک جو صحابہ تابعین خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین سمجھے رہے خطا پر تھے نہ پچھلائی ہونا حضور کے لئے کوئی کمال بلکہ اس کے معنی یہ ہیں جو میں سمجھا۔

(۴) یا کہے میں ذمہ کرتا ہوں اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبوت پائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

(۵) یا دو ایک بڑے نام ذکر کر کے کہے نمازیں جناب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانا فلاں و فلاں کے تصور میں دُوب جانے سے بدتر ہے لعنة اللہ علی مقالۃ الخبیثۃ۔

(۶) یا جو تبلیغ رسالت حضور پر نور محبوب رب العالمین ملک الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُس چہرہ اسی سے تشبیہ دے جو فرمان شاہی رعایا کے پاس لایا۔

(۷) یا حضور اقدس مالک و معطی جنت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ اور حضرت سیدنا و مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و حضرت سیدنا خورشید اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسمائے کریمہ طیبہ لکھ کر کہے (خاک بد بان گستاخان) یہ سب جہنم کی راہیں ہیں۔

(۸) یا حضور فریاد رس بیکیاں حاجت روائے دو جہان صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ سے استعانت کو بُرا کہہ کر یوں ملعون مثال دے کہ جو غلام ایک بادشاہ کا ہو رہا اُسے دوسرے بادشاہ سے بھی کام نہیں رہتا پھر کیسے..... کا کیا ذکر ہے اور یہاں دو ناپاک قوموں کے نام لکھے۔

(۹) یا اُن کے مزار پر انوار کو فائدہ زیارت میں کسی پادری کا فرکی گور سے برابر ٹھہرائے، اشد مقت اللہ علی قولہ۔

(۱۰) یا اس کی خباثت قلبی تو بہن شان رفیع المکان واجب الاعظام حضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام پر

باعث ہو کہ حضور کو اپنا بڑا بھائی بتائے،

(۱۱) یا کہے (اُن کے بدگو) مرکز میں مل گئے،

(۱۲) یا اُن کی تعریف ایسی ہی کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس سے بھی کم الی غیر ذلک من

الخرافات الملعونة۔

(۱) یا کوئی نیچری نئی روشنی کا مدعی کہے باندی غلام بنانا ظلم صریح اور بہائم کا سا کام ہے جس شریعت میں کبھی یہ فعل جائز رہا ہو وہ شریعتِ مخالفِ اللہ نہیں۔

(۲) یا معجزاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے انکار کرنے کیلئے شق ہونے کو جوار بھانا بتائے، عصا کے اڑدیا بن کر حرکت کرنے کو سیلاب وغیرہ کا شعبہ ٹھہرائے،

(۳) یا مسلمانوں کی جنت کو معاذ اللہ زندیوں کا چمکے کہے۔

(۴) یا نارِ جہنم کو المِ نفسانی سے تاویل کرے،

(۵) یا وجودِ ملائکہ علیہم السلام کا منکر ہو،

(۶) یا کہے آسمان ہر بلندی کا نام ہے وہ جسم جسے مسلمان آسمان کہتے ہیں محض باطل ہے،

(۷) یا کہے شیطان (کہ اُس کا علم شقیق ہے) کوئی چیز نہیں فقط قوتِ بدی کا نام ہے اور قرآنِ عظیم میں جو قصے آدم و حوا وغیرہما کے موجود ہیں جن سے شیطان کا وجود جسمانی سمجھا جاتا ہے تمثیلی کہانیاں ہیں۔

(۸) یا کہے ہم باقی اسلام کو بُرا کہے بغیر نہیں رہ سکتے،

(۹) یا نصوصِ قرآنیہ کو عقل کا تابع بتائے کہ جو بات قرآنِ عظیم کی قانونِ نیچری کے مطابق ہوگی مافی جائے گی ورنہ کفرِ جلی کے رُوئے زشت پر پر وہ ڈھکنے کو ناپاک تاویلیں کی جائیں گی،

(۱۰) یا کہے نماز میں استقبالِ قبلہ ضرور نہیں جدھر منہ کرو اُسی طرف خدا ہے۔

(۱۱) یا کہے آج کل کے یہود و نصاریٰ کافر نہیں کہ انھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ نہ پایا نہ حضور کے معجزات دیکھے۔

(۱۲) یا باتھ سے کھانا کھانے وغیرہ بعض سنن کے ذکر پر کہے تہذیبِ نصاریٰ نے ایجاد کی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض افعالِ نامہذب تھے۔ اور یہ دونوں کلمے بعض اشیاء سے فقیر نے خود سُنے، الی غیر ذلک

من الاباطیل الشیطانیۃ۔

(۱) یا کوئی جھوٹا صوفی کہے جب بندہ عارف باللہ ہو جاتا ہے تکالیفِ شرعیہ اُس سے ساقط ہو جاتی ہیں یہ باتیں تو خدا تک پہنچنے کی راہ ہیں جو مقصود تک واصل ہو گیا اُسے راستہ سے کیا کام۔

(۲) یا کہ یہ رکوع و سجدہ تو محبوبوں کی غماز ہے محبوبوں کو اس نماز کی کیا ضرورت، ہماری نماز ترک و چھوڑ ہے۔  
 (۳) یا یہ نماز روزہ تو عالموں نے انتظام کے لئے بنایا ہے،  
 (۴) یا جتنے عالم ہیں سب پنڈت ہیں عالم وہی ہے جو انبیاء بنی اسرائیل کی مثل معجزے دکھائے، یہ بات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حاصل ہوئی وہ بھی ایک مدت کے بعد مولیٰ علی کے سکھانے سے، کما سمعہ من بعض المتصویرین علی اللہ (جیسا کہ میں نے خود ایسے لوگوں سے سنا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جرات کرتے ہیں۔ ت)

(۵) یا خدا تمک پہنچنے کے لئے اسلام شرط نہیں، بیعت یک جانے کا نام ہے اگر کافر ہمارے ہاتھ پر یک جانے ہم اسے بھی خدا تمک پہنچا دیں گو وہ اپنے دین غیث پر رہے۔

(۶) یا رند یوں کا ناچ علانیہ دیکھے جب اس پر اعتراض ہو تو کہے یہ تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے۔  
 کہا بلغنی عن بعضهم واعترف به بعض خلص مرید یہ (جیسا کہ ان کے بعض سے مجھے اطلاع ملی اور اس کے مخلص مرید نے اس کا اعتراف کیا۔ ت)

(۷) یا شبانہ روز جلد سارنگی میں مشغول رہے جب تحویم مزامیر کی احادیث سنائیں تو کہے یہ مذمتیں تو ان کثیف بے مزہ باجوں کے لئے وار و کھجوریں جو اُس وقت غریب میں رائج تھے یہ لطیف نفیس لذیذ باجے جو اب ایجاد ہوئے اُس زمانے میں ہوتے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سوائے ان کے سننے کے ہرگز کوئی کام نہ کرتے۔

(۸) یا کہ : ہ

بمعنی خدا ہے سراپا گیا ہے محمد خدا ہے خدا ہے محمد  
 یہ دونوں ہیں ایک ان کو دوست سمجھنا خدا باطن و ظاہر ہے محمد

(۹) یا کہ : ہ

میسح سے تری آنکھوں کی سب بیمار اچھے ہیں اشاروں میں جلا دیتے ہیں مردہ یا رسول اللہ

(۱۰) یا کہ : ہ

علی مشککش شیر خدا تھا اور حیدر تھا دو بالا مرتبہ تھارا کب و دوش پیمبر تھا  
 رب کعبہ کب خیر شکن فرزند آذر تھا بٹوں کے توڑنے میں اُس ابراہیم مہر تھا

اگر ہوتا نہ زیر پا کشف شاہ رسولان کا

(۱۱) یا کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے اور انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں



کوئی خدا کا محبوب نہ تھا۔

(۱۲) یا اُس کے جلسہ میں لا الہ الا اللہ فلاں رسول اللہ اُسی مغرور کا نام لے کر کہا جائے اور وہ اس پر راضی ہو جائے۔

یہ سب فرقے بالقطع والیقین کافر مطلق ہیں۔ ہد اہم اللہ تعالیٰ الی الصراط المستقیم والا لعنہم لعنة تبید صفاسہم وکبارہم وتنزل عن الا سلامہ والمسلمین عاسہم وعواسہم آمین (اللہ تعالیٰ ان کو سیدھی راہ کی ہدایت دے ورنہ ان پر لعنت فرمائے ایسی لعنت جو ان کے بڑوں چھوٹوں کو ملیا میٹ کر دے اور اسلام اور مسلمانوں سے ان کی عار اور اندھا پن ختم ہو جائے، آمین! - ت) اور جو شخص ابتداء میں صحیح الاسلام تھا بعد ان خرافات کی طرف رجوع کی اُس کے مرتد ہونے میں شبہ نہیں، اس قدر پر تو اجماع قطعی قائم ہے، اب رہی تحقیق اس بات کی کہ ان میں جو شخص قدیم سے ایسے ہی عقائد پر ہوا اور بچپن سے یہی کفریات سیکھے جیسے وہ بدعتین جن کے باپ دادا سے یہی مذہب مکفرہ پہلے آتے ہیں ان کی نسبت کیا حکم ہونا چاہئے کہ کفار چند قسم ہیں کچھ ایسے کہ باوجود کفر شرع مطہر نے ان کی عورتوں سے نکاح اور ذبائح کا تناول جائز فرمایا وہ کتابی ہیں اور بعض وہ جن کے نسا و ذبائح حرام، مگر ان سے جزیہ لینا مناسب ہو تو صلح کرنا غلبہ پائیں تو رفیق بنانا جائز ہے اور انھیں خواہی نخواستہی اسلام پر جبر نہ کریں گے، وہ مشرکین ہیں، اور بعض ایسے جن کے ساتھ یہ سب باتیں ناجائز، وہ مرتدین ہیں آیا ان ہمیشہ کے بدعتی کفار بدعتیان اسلام پر کس قسم کے حکم جاری ہوں، مطالعہ کتب فقہ سے اس بارہ میں چار قول مستفاد ہوتے ہیں جن کی تفصیل فقیر نے رسالہ العقالة المفسیة عن احکام البدعة المکفرة میں بمالامزید علیہ کی ان میں مذہب صحیح ومعتمد علیہ یہی ہے کہ یہ بدعتین بحکم شرع مطلقاً مرتدین ہیں خواہ یہ بدعت ان کے باپ دادا سے چلی آتی ہو یا خود انھوں نے ابتداء سے اختیار کی ہو خواہ بعد ایک زمانہ کے کی ہو کسی طرح فرق نہیں، بس اتنا چاہئے کہ باوجود دعوی اسلام و اقرار شہادتین بعض ضروریات دین سے انکار رکھتا ہو اُس پر احکام مرتدین جاری کئے جائیں گے۔ عالمگیری میں ہے:

يجب اکفارہم وافض في قولہم برجعة الاموات الى الدنيا ويتناسخ الاسرار و بانتقال روح الاله الى الائمة وبقولہم في خروج امام باطن وبتعطيلہم الامرو النهی الى ان يخرج الامام الباطن وبقولہم ان جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام غلط فی الوحی الی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دون علی بن ابی طالب رافضیوں کی ان باتوں پر کہ ”مردے دوبارہ دنیا میں آئیں گے، رُوح دوسرے جسموں میں آئیں گے، اللہ تعالیٰ کی رُوح امرِ اہلبیت میں منتقل ہوتی ہے، امام باطن خروج کریں گے، امام باطن کے خروج تک امر و نہی احکام معطل رہیں گے، جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت علی کے مقابلہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لانے میں غلطی ہوئی ہے،“ ان کی تکفیر ضروری ہے، یہ لوگ ملتِ اسلامیہ سے خارج

مرضى الله تعالى عنه وهؤلاء القوم خاص جوت  
عن ملة الاسلام واحكامهم احكام المرتدين  
كذا في الظهيرية  
ہیں، اور ان کے احکام مرتدین جیسے ہوں گے،  
ظہیرہ میں ایسے ہی ہے۔  
(ت)

نور علامہ شامی علیہ الرحمۃ تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ میں مولف فتاویٰ علامہ حامد آفندی عمادی سے نقل کرتے  
ہیں انہوں نے شیخ الاسلام عبد اللہ آفندی کے مجموعہ میں علامہ الوری نوح آفندی حنفی علیہ الرحمۃ کا فتویٰ دیکھا جس میں  
اُن سے تکفیر و انقض کے بارے میں سوال ہوا تھا علامہ ان کے کلمات کفریہ لکھ کر فرماتے ہیں،  
ثبت بالتواتر قطعاً عند الخواص والعوام المسلمين  
ان هذه القبائح مجتمعة في هؤلاء الضالين  
المضلين فمن اتصف بواحد من هذه الامور  
فهو كافر (الى ان قال) ولا يجوز تركهم عليه  
باعتاء الجزية ولا بامان مؤيد نص عليه  
قاضي خاں في فتاواه ويجوز استرقاق نساءهم  
لان استرقاق المرتدة بعد ما لحقت بدار  
الحرب جائز الخ اه ملقطاً۔  
خواص و عوام مسلمانوں میں یہ بات تواتر سے چلی آرہی ہے  
کہ مذکور قباحتیں ان گمراہ لوگوں میں جمع ہیں جبکہ ان قباحتوں  
میں سے کسی ایک سے متصف ہونے والا کافر ہے،  
(آگے یہاں تک فرمایا) کہ جزیہ کے بدلے یا امان دے کر  
ان لوگوں کو یہ اجازت نہیں دی جاسکتی، اس پر قاضی خاں  
نے اپنے فتاویٰ میں تصریح کی ہے اور ان کی عورتوں کو  
لوٹیاں بنانا جائز ہوگا کیونکہ مرتدہ عورت جب دار الحرب  
چلی جائے تو اس کے بعد اس کو لونڈی بنانا جائز ہے الخ  
اه ملقطاً۔ (ت)

فتاویٰ علامہ قاضی خاں میں شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل علیہ الرحمۃ سے دربارہ بیض و بیضہ کے اول زن و  
شوہر تھے پھر دونوں مسلمان ہوئے عورت نے اور مسلمان سے نکاح کر لیا منقول،  
ان كانا يظهران الكفر او احدهما كانا بمنزلة  
المرتدين لم يصح نكاحهما ويصح نكاح  
المرأة مع الثاني انتهى باختصار۔  
مرد و عورت دونوں یا ان میں سے ایک جب کفر کا اظہار  
کرے تو ان کا حکم مرتدوں والا ہوگا، ان کا نکاح ختم  
ہو جائیگا اور وہ عورت دوسرے کے لئے حلال  
ہوگی، اه، مختصراً۔ (ت)

لہ فتاویٰ ہندیہ باب التاسع فی احکام المرتدین  
لہ العقود الدینیۃ تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃ باب الردۃ والتغیر  
لہ فتاویٰ قاضی خاں کتاب النکاح باب فی المحرمات  
نورانی کتب خانہ پشاور  
قندھار افغانستان  
نوکلشور لکھنؤ  
۲۶۳/۲  
۱۰۵-۱۰۴  
۱۶۴/۱

امام علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں امام اہلسنت قاضی ابوبکر باقلانی سے نقل فرماتے ہیں،  
 انہم علی سرائے من کفرہم بالآویل لا تحل منا کھتم  
 ولا اکل ذیابھم ولا الصلوۃ علی میتہم و  
 یختلف فی مواسرہم علی الخلاف فی میراث  
 المرتدۃ  
 جن لوگوں نے ان کی تکفیر کی ہے ان کی رائے میں ان سے  
 نکاح کرنا، ان کا ذبیحہ کھانا، ان کی نماز جنازہ پڑھنا  
 جائز نہیں ہے اور ان کی وراثت میں وہی اختلاف  
 ہوگا جو مرتد کی وراثت میں ہے۔ (ت)

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ ان بلند عین منکرین ضروریات دین پر حکم مرتدین جاری ہونا ہی منقول و مقبول  
 بلکہ مذاہب اربعہ کا مفتی ہے۔ بالجلہ ان اعداد اللہ پر حکم ارتداد ہی جاری کیا جائے گا، نہ ان سے سلطنت اسلام  
 میں معاہدہ دائمی جائز نہ ہمیشہ کو امان دینا جائز، نہ جز یہ لینا جائز نہ کسی وقت کسی حالت میں ان سے ربط رکھنا جائز،  
 نہ پاس بیٹھنا جائز نہ بیٹھنا جائز، نہ ان کے کسی کام میں شریک ہونا جائز نہ اپنے کام میں شریک کرنا جائز، نہ مناکحت  
 کرنا جائز نہ ذبیحہ کھانا جائز۔

قاتلہم اللہ اذ ینذہبون قال اللہ تعالیٰ و  
 من یتولہم منکم فانه منہم۔  
 اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرے یہ کہہ رہا ہے میں، اللہ تعالیٰ  
 نے فرمایا جو تم میں سے ان سے دوستی رکھے گا وہ انہی

میں سے ہے (ت)

ھدانا اللہ تعالیٰ الی الصراط المستقیم و دین ھذا  
 النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم و  
 ثبتنا بالقول الثابت فی الدنیا والاخرۃ انه ولی  
 ذلک و اھل التقویٰ و اھل المغفرۃ لا اللہ الا  
 ھو سبحنہ و تعالیٰ عما یشرکون ۝ واللہ تعالیٰ  
 اعلم۔  
 اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھی راہ کی ہدایت کرے اور اس  
 آخری نبی علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے دین پر  
 چلائے، اور دنیا و آخرت میں ایمان کامل پر ثابت قدم  
 رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس کا مالک ہے اے تقویٰ  
 والو اور مغفرت والو! اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ  
 پاک و بلند ہے کسی شریک سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

کتبہ المذنب احمد رضا  
 عفی عنہ محمد المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم